مولای صل وسلم دائماً ابداً — علی حبیبک خیر الخلق کلہم

درسِ حدیث

اُستاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ کے زیرِ اہتمام ہر اتوار کو نمازِ مغرب کے بعد جامعہ مدنیہ میں "مجلسِ ذکر" منعقد ہوتی تھی۔ ذکر سے فارغ ہو کر حضرت رحمہ اللہ حدیث شریف کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ ذکر و بیان کی یہ مبارک اور رُوح پرور محفل کس قدر جاذب و پُرکشش ہوتی تھی الفاظ اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔

محترم الحاج محمود احمد عارف کی خواہش و فرمائش پر عزیز بھائی شاہد صاحب سلمہٗ نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے بہت سے دروس ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کر لیے تھے اور پھر دروس والی تمام کیسٹیں انھوں نے مولانا سید محمود میاں صاحب کو عطا کر دیں۔

ہماری دُعا ہے کہ ہمیں کی مہربانی، توجہ اور سعی سے یہ انمول علمی جواہر ریزے ہمارے ہاتھ لگے، حق تعالیٰ اُن سب کو بیش از بیش اجر سے نوازے۔ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ یہ قیمتی لؤلؤ "انوارِ مدینہ" کے ذریعہ حضرت رحمہ اللہ کے مریدین و لجاب تک قسط وار پہنچاتے رہیں گے۔

واضح رہے کہ حضرت کے خلفِ اکبر اور جانشین حضرت مولانا سید رشید میاں صاحب کے زیرِ اہتمام ذکر و درس کا یہ سلسلہ بفضلہٖ تعالیٰ اَب بھی جاری ہے۔

ہنوز آں ابرِ رحمت درفشاں است   خم و خمخانہ با مہر و نشان است

کیسٹ نمبر ۲۰ سائیڈ اے ۱۹۸۳-۳-۳

الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علٰی خیر خلقہ سیّدنا ومولانا محمّد وّآلہٖ واصحابہٖ اجمعین

اَمَّا بَعْدُ! عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِبَیْعَۃِ الرِّضْوَانِ کَانَ عُثْمَانُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی مَکَّۃَ فَبَایَعَ النَّاسَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ عُثْمَانَ فِیْ حَاجَۃِ اللّٰہِ وَحَاجَۃِ رَسُوْلِہٖ فَضَرَبَ بِاِحْدٰی یَدَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی فَکَانَتْ یَدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خَیْرًا مِّنْ اَیْدِیْھِمْ لِاَنْفُسِھِمْ [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو بیعتِ رضوان کا حکم دیا تو اس وقت حضرت عثمان رضؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندہؓ

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۱

خصوصی کی حیثیت سے مکّہ مکرّمہ گئے ہوئے تھے، چنانچہ آپ نے لوگوں سے (جاں نثاری کی) بیعت لی اور (جب تمام مسلمان بیعت کر چکے اور حضرت عثمان وہاں موجود نہیں تھے تو) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عثمان رضی اللہ (کے دین) اور اللہ کے رسول کے کام پر گئے ہوئے ہیں اور (یہ کہہ کر) آپ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ہاتھ جو حضرت عثمان رض کی طرف سے تھا باقی تمام صحابہ رض کے اُن ہاتھوں سے کہیں افضل و بہتر تھا جو اُن کے اپنے تھے۔"

ایک واقعہ حدیث شریف میں آیا ہے جس کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں جس میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے (تاریخ میں تحریف اور تبدیلی بھی ہوتی آئی ہے اور اِس کی کوشش بھی کی جاتی رہی ہے، لیکن جو بھی تبدیلی کی کوشش کی گئی اُس میں ناکامی ہوئی اسلام میں تو اللہ تعالٰی نے جو صحیح تاریخ ہے وہی قائم رکھی ہے دوسری نہیں) واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے موقع پر بیعت کا حکم فرمایا کہ مجھ سے آکر بیعت کرو کہ اگر لڑائی کی نوبت آئی تو جمے رہیں گے بھاگیں گے نہیں پیچھے نہیں ہٹیں گے چاہے مر جائیں۔

واقعہ اس طرح سے ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارادہ فرمایا کہ عمرہ کریں گے۔ بیت اللہ پر یہ تو ہوا ہے کہ انتظامات کی ذمہ داری کسی پر رہے کسی قبیلے پر رہے، لیکن بیت اللہ تک پہنچنے سے کوئی روک دے کسی کو یہ کبھی نہیں ہوا، تو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارادہ فرمایا کہ اَب ہم ایسی حالت میں ہیں کہ اگر ہم مکّہ مکرمہ جائیں گے تو ہمیں یہ خطرہ نہیں ہے کہ وہ دُشمنی میں ہمیں نقصان پہنچا سکیں یا وہ ہم پر حملہ آور ہوں۔ اس واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عُمرہ کا ارادہ فرمایا، ہتھیار کوئی چیز ایسی تھی نہیں کہ جو بہت ہی زیادہ خاص ہوتی ہو، ہتھیار اُس زمانے کے یہی تھے نیزہ ہے، تلوار ہے، ڈھال ہے، زرہ ہے، تیر کمان ہے، گھوڑا ہے یا اُونٹ ہے سواری کے لیے جو بھی چیز ہو، خچر بھی ہو کُل سامان یہ تھا یہی فوج کے پاس بھی یہی عوام کے پاس بھی، یہی قبائل کے پاس بھی، اگر قبائل میں لڑائی چھڑ جائے تو وہ بھی اسی سے کرتے تھے لڑائی تو یہ سامان کوئی ایسی چیز نہیں تھی کہ ہمیں مُشکل ہو اُس وقت تک مُسلمانوں کی قوت بھی بہت اچھی ہو گئی تھی۔

غزوۂ احزاب یعنی خندق کا غزوہ یہ گزر گیا تھا اس میں کُفّار نے اپنی پُوری کوشش کی تھی اور

پُورا زور صرف کیا تھا کہ مُسلمانوں کو نیست و نابود کر دیں ۵ھ میں کیونکہ وہ جتنے عرصہ وہاں رہے خندق کی وجہ سے دست بدست لڑائی نہیں ہونے پائی تھی۔ مُڈبھیڑ نہیں ہُوئی۔ فاصلہ رہا درمیان میں، پھر گھر یاد آنا شروع ہوگیا اُن کو (یعنی کفّار کو) اور ہَوا چلادی اللہ نے جس میں اُن کے خیمے اُکھڑ گئے، دیگیں اُلٹ گئیں، جانور بھاگ گئے، ایک تو پہلے ہی سے اُنھیں گھر یاد آنا شروع ہوگیا، اُوپر سے یہ ہُوا کام تو پھر وہ وہاں سے واپس چلے آئے، اُس وقت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا تھا اَلْآنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَنَا اب ایسے ہوا کرے گا کہ ہم اُن سے لڑنے جائیں گے یہ ہم پر حملہ آور نہیں ہو سکتے، کیونکہ جو کچھ وہ کر سکتے تھے وہ کر لیا تھا، اور ہر دفعہ اُتنا انتظام کرنا یہ ناممکن تھا۔ ابوسفیان نے (غزوہ خندق کے وقت) تدبیر کی تھی۔ بہت عُمدہ کہ ہر قبیلے سے لشکر لے لیے جائیں دستہ لے لیا جائے۔ لڑنے کے لیے دس بیس سو دو سو جتنی اُس قبیلے میں جان ہو اتنے آدمیوں کی وہ ذمّہ داری لے وہ کام کریں لڑیں، اب سب قبیلوں کی لڑائی چل پڑتی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ اگر براہِ راست مقابلہ ہوگیا ہوتا مگر براہِ راست نہیں ہُوا، اللہ تعالیٰ نے بچا لیا اور وہ بھاگ گئے۔

تو ۶ھ میں آپ نے ارادہ فرمایا کہ ہم جائیں، بیت اللہ کا طواف کریں، عُمرہ کریں عُمرہ کے لیے جانور ساتھ لے لیے تھے۔ کیونکہ عُمرہ کے بعد وہ ذبح کرنے ہوتے ہیں وہ ساتھ لے لیے اور تشریف لے گئے جب وہاں پہنچے حُدیبیہ اور حُدیبیہ ایک بستی ہے۔ وہاں ایک کنواں ہے۔ کنویں کے نام پر یہ بستی ہے یا بستی کے نام پر کنواں ہے، پانی کی وہاں ہمیشہ ہی سے کمی رہی ہے۔ تو پانی چونکہ وہاں تھا کنواں تھا۔ وہاں آبادی ہوگئی۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وہاں پڑاؤ ڈال دیا۔ اندر ایک دم نہیں داخل ہُوئے پہلے سے اطلاعات مل گئی تھیں کہ قریشِ مکّہ مقابلہ کی تیّاری کر رہے ہیں۔ تو آپ نے مناسب نہیں سمجھا کہ ایک دم داخل ہوں، مشورے طرح طرح کے ہُوئے آپ کا وہاں قیام تھا تو اتنے میں یہ خیال پیدا ہُوا کہ کُفّارِ مکّہ سے کچھ بات چیت تو کی جائے جو وہ روک رہے ہیں اندر آنے نہیں دیتے تو اُن سے بات چیت تو کی جائے، بات چیت کے لیے کوئی آدمی ایسا موزوں تلاش کرنا ضروری تھا کہ جس کے بھائی بند کُنبہ وغیرہ وہاں ہو اندر موجود، کیونکہ اُسے وہ نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ کیوں کہ رشتہ داری بھی ایک چیز ایسی ہوتی ہے کہ جس کے رشتہ دار موجود ہوں اور وہ بُرائی کا ارادہ کرے

تو رشتہ داروں کے لحاظ میں رُک جاتا ہے۔ تلاش کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ موزوں آدمی کوئی نہ ملا۔ کوئی تھا نہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ جاتے تو ان کا خاندان چھوٹا تھا۔ حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ جاتے تو ان کا خاندان چھوٹا نہ تھا۔ حضرۃ عثمانِ غنیؓ کا خاندان بڑا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ چلے جائیں وہاں جاکر ملیں جُلیں۔ فضا دیکھیں کہ کیا حال ہے

حضرت عثمانؓ جب اندر گئے۔ اس طرف گئے تو وہاں جو لوگ تھے وہ ان کے گرد جمع ہو گئے۔ مسلمانوں کو یہ شُبہ ہُوا کہ شاید اُن کو گھیرے میں لے لیا ہے اُنھوں نے اور ممکن ہے کہ وہ اُن کو نقصان پہنچائیں تکلیف پہنچائیں گرفتار کر کے یا شہید کر دیں، لیکن اس طرح اُن کے گھیرے میں لینے سے کوئی حتمی فیصلہ کہ واقعی ایسے ہُوا ہے۔ بُرے ارادہ سے اُنھوں نے گھیرے میں لیا ہے۔ حتمی فیصلہ کر کر حملہ کر دیں ایسا نہیں کیا، توقف کیا، ہُوا یہ تھا کہ اُن کے خاندان کے لوگ جو مل گئے ان لوگوں میں سے اُنھوں نے تکلیف نہیں پہنچائی لیکن ہو گئے وہ غائب اور یہ واپس نہ آتے جب واپس نہ آئے اور اُدھر رُکے وہ کام سے رُکے یا اُن لوگوں نے روکے رکھا جو صُورت بھی ہوئی رسول کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ اگر عثمان کو تکلیف پہنچی تو ہم مقابلہ کریں گے بدلہ لیں گے۔ لہٰذا تم لوگ بیعت کرو میرے ہاتھ پہ آکر کہ جمے رہو گے پیچھے نہیں ہٹو گے، چاہے مارے جاؤ بھاگو گے نہیں تو صحابۂ کرام نے بیعت کی، یہ بیعت ایک درخت کے نیچے ہُوئی اس کا قرآنِ پاک میں ذکر ہے اور ان لوگوں کے جو جذبات تھے خدا کے لیے اور جہاد کے لیے اپنی جان کی پروا نہیں تھی۔ وہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آئے۔ قرآنِ پاک میں آتا ہے لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ جو اُن کی دِلی کیفیت تھی حق تعالیٰ وہ جانتے تھے۔ اللہ نے پھر سکینہ نازل فرمادیا جس سے یہ بالکل آرام سے ہو گئے گھبراہٹ نہیں رہی۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم سے اور لوگ جو بیعت ہو رہے تھے حضرت عثمان تو تھے ہی نہیں وہ کہاں سے بیعت ہوتے تو اس کو میں عرض کر رہا تھا کہ تاریخ میں غلط طرح خوارج نے پیش کیا ہے خوارج وہ فرقہ ہے جو حضرت علی اور حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہما کو بُرا کہتا ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پُوچھا گیا اہلِ سُنّت کی علامتیں کیا ہیں تو اُنھوں نے اس میں یہ بتایا کہ یُفَضِّلُ الشَّیْخَیْنِ کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو افضل مانے اور وَیُحِبُّ الْخَتَنَیْنِ دونوں دامادوں سے محبت رکھے، دونوں داماد ہُوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ، وَیَرَی الْمَسْحَ

عَلَى الْخُفَّيْنِ اور موزوں پر مسح جائز سمجھتا ہو اتفاق سے دونوں ہی طبقے ایسے ہیں۔ یعنی شیعہ حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کو بُرا کہتے ہیں یہ موزوں پر مسح کے قائل نہیں ہیں اور دوسرا طبقہ اِن کے بالمقابل خوارج کا طبقہ ہے۔ وہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو مانتے ہیں اور حضرت عثمان کے آخری چھ سال کے بارے میں کہتے ہیں کہ اسلام سے نکل گئے تھے اور حضرت علی بھی، ان دونوں حضرات کی وہ تکفیر کرتے ہیں ۔ یہ ہوئے خوارج اسی طرح حضرت معاویہؓ کی اور حضرت عمرو بن العاصؓ کی بھی تکفیر کرتے ہیں۔ شیعہ بھی اور خوارج بھی، یہ بھی اتفاق سے موزوں پر مسح کے قائل نہیں ہیں تو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ علامت بتائی کہ وَيَرَى الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ موزوں پر مسح کا قائل ہو وہ آدمی اہلِ سُنّت میں داخل ہے ورنہ نہیں یہ گویا اُس دَور میں (امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دَور میں) ایک کسوٹی ہوگئی کہ جس کے یہ خیالات ہوں وہ صحیح ہے ورنہ نہیں، تو ان خُدا کے بندوں نے پروپیگنڈا یہ کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخری دَور میں کہ دیکھو بیعتِ رضوان جس وقت ہوئی تو حضرت عثمان بیعت میں شامل ہی نہیں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہی نہیں کی گویا اُنھوں نے اس بات کو یہ رنگ دیا، حقیقت کو مسخ کیا حقیقت تو یہ تھی جو حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اُن کو بھیجا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِلٰى مَكَّةَ فَبَايَعَ النَّاسُ اس کے بعد بیعت کی لوگوں نے فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عُثْمَانَ فِيْ حَاجَةِ اللّٰهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ کہ عثمان اللہ اور اس کے رسول کے کام سے گئے ہوئے ہیں فَضَرَبَ بِاِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَیں اُن کی طرف سے غائبانہ بیعت لے لیتا ہوں اس طرح کہ اپنے ایک دستِ مُبارک کو فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور دوسرے کو فرمایا کہ یہ میرا ہاتھ ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دوسرے صحابہ کرام نے جو بیعت کی تو ہر ایک نے اپنے اپنے ہاتھ سے کی اور حضرت عثمانؓ کی بیعت اس طرح ہوئی بلکہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے دستِ مُبارک کو فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے یہ تھوڑی بات نہیں ہے یہ زیادہ فضیلت کی چیز ہوئی کہ اپنے دستِ مُبارک کو فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے فَكَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِّنْ اَيْدِيْهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مُبارک حضرت عثمان کے لیے یہ بہت بہتر تھا بہ نسبت اور لوگوں کے ہاتھوں کے کہ اُن کے ہاتھ اپنے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ یہ میرا ہاتھ اُس کا ہاتھ ہے۔ یہ فضیلت کی چیز ہے اُن کے فضائل اور مناقب میں ذکر کی جاتی ہے، لیکن خوارج اُن کے مناقص (ان کے نقص) میں بیان کرتے تھے۔ اللہ کا شکر ہے کہ آج وہ لوگ کم ہو گئے بلکہ معدوم جیسے ہو گئے اب کچھ رونما کہیں کہیں ہوتے ہیں۔ حضرت عثمانؓ سے دشمنی نہیں بلکہ حضرت علیؓ سے دشمنی رکھتے ہیں اور حضرت علیؓ سے دشمنی ہی اصل چیز تھی کیونکہ تلوار سے مقابلہ جو کیا ہے، اُن سے وہ حضرت علیؓ نے کیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تلوار اُٹھانے سے منع ہی کر دیا تھا۔ اُن کی جان ہی چلی گئی شہید ہو گئے، لیکن تلوار اُٹھا کر جو مقابلہ کیا ہے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا ہے اُن کے بارے میں احادیث ہیں وہ انشاء اللہ آگے چل کر آجائیں گی۔ جن کی وجہ سے اُنھوں نے تلوار اُٹھائی جواباً پہل نہیں کی، پہل کو منع فرما دیا تھا۔ جواباً تلوار اُٹھاتی ہے اور پھر ان لوگوں کی قوّت ——— تقریباً ختم ہو گئی دُنیا سے، کہیں کہیں اُبھرتے ضرور ہیں۔

بعد کے حضرات یعنی بنواُمیہ جب آگئے وہ اُن کی سرکوبی کرتے رہے۔ پھر عبّاسی آئے عبّاسیوں نے بھی ختم کر دیا یہ دُنیا ہی سے ختم ہو گئے اب ہیں کہیں کہیں ریاستوں میں یہ جو چھوٹی چھوٹی ریاستیں ہیں مسقط اور عمان ہے ان میں کہیں کہیں تھوڑی تعداد میں یہ لوگ موجود ہیں یہ جیسے شیعہ کہتے ہیں کہ صحابی فلاں مُسلماں ہی نہیں ہوئے تھے ایسے ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ مُسلمان ہی نہیں ہوئے تھے۔ تو اس طرح کے خبیث ترین خیالات ان لوگوں کے چلے آرہے ہیں اللہ تعالےٰ پناہ میں رکھے، جو صحیح عقائد ہیں وہ عطا فرمائے صحابہ کرام کی محبّت عطا فرمائے ان کے ساتھ محشور فرمائے۔ (آمین)

ضروری اطلاع

قارئینِ کرام: آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت ہر چیز گرانی اور مہنگائی کا شکار ہے، لیکن اس کے باوجود ادارہ "انوارِ مدینہ" اس کوشش میں ہے کہ رسالہ اپنی سابقہ روایات کے مطابق اعلیٰ سے اعلیٰ معیار پر طبع ہو اس بناء پر رسالہ کا سالانہ چندہ ایک سو دس ۱۱۰ سے بڑھا کر ایک سو تیس ۱۳۰ روپے کر دیا گیا ہے۔ اس ناگزیر اضافہ پر ہم قارئین سے تعاون کی پُوری پوری اُمید رکھتے ہیں۔ (ادارہ)